CPL 61

روزنامہ

الفضل

ایڈیٹر: عبدالسّمیع خان

PH: 0092 4524 213029

جمعہ 3 نومبر 2000ء 6 شعبان 1421 ہجری- 3- نبوت 1379 ھش جلد 50-85 نمبر252

زبان میں نور کے حصول کی دعا

آنحضرت ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے

اے اللہ میرے دل اور میری زبان میں نور بھر دے-اور میرے کانوں میں اور میری آنکھوں میں بھی نور عطا کر اور میرے اوپر اور نیچے اور دائیں اور بائیں اور آگے اور پیچھے اور میرے نفس میں نور رکھ دے اور مجھے نور کا وافر حصہ عطا فرما-

(صحیح مسلم کتاب صلوۃ المسافرین باب الدعاء فی صلوۃ اللیل حدیث نمبر1280)

ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

سچے تقویٰ کے بغیر کوئی راحت اور خوشی مل ہی نہیں سکتی' تو معلوم کرنا چاہئے کہ تقویٰ کے بہت سے شعبے ہیں جو عنکبوت کے تاروں کی طرح پھیلے ہوئے ہیں- تقویٰ تمام جوارح انسانی اور عقائد زبان اخلاق وغیرہ سے متعلق ہے- نازک ترین معاملہ زبان سے ہے- بسا اوقات تقویٰ کو دور کرکے ایک بات کہتا ہے اور دل میں خوش ہو جاتا ہے کہ میں نے یوں کہا اور ایسا کہا' حالانکہ وہ بات بری ہوتی ہے- مجھے اس پر ایک نقل یاد آئی ہے کہ ایک بزرگ کی کسی دنیا دار نے دعوت کی- جب وہ بزرگ کھانا کھانے کے لئے تشریف لے گئے تو اس متکبر دنیا دار نے اپنے نوکر کو کہا کہ فلاں تھال لانا جو ہم پہلے حج میں لائے تھے اور پھر کہا دوسرا تھال بھی لانا جو دوسرے حج میں لائے تھے اور پھر کہا کہ تیسرے حج والا بھی لیتے آنا- اس بزرگ نے فرمایا کہ تُو تو بہت ہی قابل رحم ہے- ان تین فقروں میں تو نے اپنے تین ہی حجوں کا ستیاناس کر دیا- تیرا مطلب اس سے صرف یہ تھا کہ تو اس امر کا اظہار کرے کہ تو نے تین حج کئے ہیں- اس لئے خدا نے تعلیم دی ہے کہ زبان کو سنبھال کر رکھا جائے اور بے معنی' بیہودہ' بے موقع غیر ضروری باتوں سے احتراز کیا جائے-

(ملفوظات جلد اول ص280)

ایک احمدی تیراک کی نمایاں کامیابی

42 ویں نیشنل سوئمنگ چیمپئن شپ منعقدہ اسلام آباد 19 تا 21- اکتوبر میں احمدی تیراک مکرم منور لقمان صاحب ابن مکرم محمد یوسف ناصر صاحب ربوہ نے دو سلور میڈل اور 4 برونز میڈل حاصل کئے- الحمدللہ

عزیز نے 200 میٹر فری سٹائل میں سلور میڈل

1500 میٹر فری سٹائل میں سلور میڈل

400 میٹر فری سٹائل میں برونز میڈل

100 X 4 میٹر فری سٹائل میں برونز میڈل

200 X 4 میٹر فری سٹائل میں برونز میڈل

100 X 4 میٹر میڈلے ریلے میں برونز میڈل حاصل کیا

عزیز واپڈا کی طرف سے کھیلتے ہیں- واپڈا نے اس ٹورنامنٹ میں کل 7 میڈل حاصل کئے جن میں 5 برونز اور دو سلور میڈل تھے- ان میں

باقی صفحہ 2 پر

سانحہ گھٹیالیاں کے بارے میں بی بی سی سے نشر ہونے والی خبر

30-اکتوبر 2000ء

پاکستان کے صوبہ پنجاب میں نامعلوم مسلح افراد نے پانچ افراد کو ہلاک کر دیا ہے- جن کا تعلق احمدی فرقہ سے بتایا گیا ہے-

تفصیلات کے مطابق :پاکستان کے صوبہ پنجاب میں اقلیتی احمدی فرقہ کے لوگوں پر صبح فجر کے وقت عبادت گاہ سے نکلتے ہوئے نامعلوم مسلح افراد نے فائرنگ کی جس سے 5-افراد ہلاک اور دیگر 7 زخمی ہو گئے- پولیس نے بتایا ہے کہ یہ حملہ سیالکوٹ کے نزدیک ایک گاؤں میں کیا گیا جب 4 نامعلوم افراد نے اس وقت اندھا دھند فائرنگ شروع کر دی جب احمدیہ فرقہ کے لوگ فجر کے بعد اپنی عبادت گاہ سے باہر نکل رہے تھے-اس حملہ کا مقصد ابھی معلوم نہیں ہو سکا- پاکستان میں انسانی حقوق کی تنظیموں نے پاکستان میں احمدیوں پر ہونے والی مبینہ زیادتیوں کا کئی مرتبہ ذکر کیا ہے- جہاں 1974ء میں ایک آئینی ترمیم کے ذریعے اس فرقہ کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا گیا تھا- اس کے باوجود احمدی فرقہ خود کو اسلام کا ایک حصہ سمجھتا ہے-

بی بی سی نے اپنے پروگرام سیربین میں اس پر مزید تبصرہ کرتے ہوئے کہا:

پاکستان کے صوبہ پنجاب کے ایک گاؤں میں 3 افراد کو گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا ہے جن کا تعلق احمدی فرقہ سے بتایا گیا ہے-نامعلوم مسلح افراد نے پیر کے روز علی الصبح اس وقت حملہ کر دیا جب لوگ فجر کی نماز کے بعد عبادت گاہ سے باہر نکل رہے تھے-

لاہور سے شاہد ملک کی رپورٹ:

ہلاکت کا یہ واقعہ پنجاب کے ایک دیہات میں پیش آیا جو سیالکوٹ شہر سے 30 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے- ابتدائی اطلاع میں بتایا گیا ہے کہ نامعلوم افراد نے احمدی فرقہ کی عبادت گاہ پر اس وقت فائرنگ کر دی جب لوگ نماز پڑھ کر باہر نکل رہے تھے- جماعت احمدیہ کے ترجمان نے 5-افراد کے ہلاک اور دیگر 7-افراد کے زخمی ہونے کی تصدیق کی ہے- ترجمان نے کہا کہ یہ حملہ شدت پسند مسلمانوں کی اس مہم کا حصہ ہے جس کا ہدف ترجمان کے الفاظ میں آج کل مذہبی اقلیتیں ہیں- واضح رہے کہ 1974ء میں اس وقت کی منتخبہ پارلیمنٹ نے اس فرقہ کو دائرہ اسلام سے خارج کرنے کا فیصلہ کیا تھا- جس کے بعد بارہا ان کی طرف سے مذہبی بد سلوکی کی شکایت کی جاتی رہی ہے- اس سال کے اوائل میں فیصل آباد میں ایک معروف احمدی سرجن کو گولی مار دی گئی تھی- ترجمان نے بتایا کہ ماضی قریب میں یہ پہلا واقعہ ہے جس میں اتنے بڑے پیمانے پر ہلاکتیں ہوئی ہیں-

(شاہد ملک بی بی سی لاہور)

(مرسلہ: نظارت امور عامہ)

جماعت احمدیہ کے حق میں

مشرق و مغرب میں تائید الٰہی کی ہوائیں

لاکھوں آدمی مدد کے لئے دوڑے آرہے ہیں

1990ء میں حضور کو دی جانے والی ایک عظیم بشارت

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے 12 جنوری 1990ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا

اللہ تعالیٰ نے رات رؤیا میں ایک خوشخبری دی اور وہ خوشخبری میں چاہتا ہوں جماعت کو آج بتادوں کیونکہ وہ دراصل جماعت کی ہی خوشخبری ہے۔

میں نے دیکھا کہ کثرت کے ساتھ صرف پاکستان میں نہیں بلکہ دنیا میں دوسری جگہوں پر بھی لوگوں میں جماعت کی نصرت کی توجہ پیدا ہو رہی ہے اور جس طرح طوفان میں موج در موج لہریں اٹھتی ہیں. اس طرح لکھوکھہا آدمی جن کا جماعت سے تعلق نہیں ہے وہ جماعت کی امداد کے لئے دوڑے چلے آرہے ہیں۔ یہ نظارہ مسلسل اسی طرح رؤیا میں دکھائی دیتا رہا اور بعض دفعہ ملکوں کی بھی نشاندہی ہوئی اور اس وقت مجھے تعجب بھی ہوا کہ بظاہر تو ان کے ساتھ ان باتوں کا کوئی تعلق نہیں مثلاً امریکہ کے مغرب سے بھی جو سان فرانسسکو اور لاس انجلیز وغیرہ کا علاقہ ہے۔ مغربی ساحل۔ کیلیفورنیا سٹیٹ ہے جو زیادہ تر مغرب میں شمالاً جنوباً چلتی ہے۔ اس طرف سے بھی لاکھوں آدمی جماعت کی مدد کے لئے دوڑے آرہے ہیں اور باہر کی دنیا سے بھی مشرق میں بھی یہی نظر آرہا ہے اور پاکستان میں بھی یہ لہریں اٹھ رہی ہیں۔ اس نظارے کے بعد جو بالعموم ایک تموج کی شکل میں تھا یعنی انسان دکھائی نہیں دے رہے تھے لیکن یوں معلوم ہوتا تھا کہ موج در موج مخلوق خدا جماعت کی مدد کے لئے متوجہ ہو رہی ہے بلکہ ایک دفعہ تو یوں لگا کہ جیسے میں کہوں کہ بس۔ کافی ہوگئی۔ بس کرو۔ اتنی ضرورت نہیں لیکن لہریں پھر اٹھتی ہوئی دوبارہ ساحل سے ٹکرا کر جس طرح چھلک کر باہر آپڑتی ہیں. اس طرح میں نے ان کو دیکھا تو بیک وقت یہ احساس ہونے کے باوجود کہ یہ انسانی مدد ہے. نظارہ وہ موجوں کا سا رہا۔ جب رؤیا سے آنکھ کھلی تو اس وقت حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کا یہ الہام تعبیر کے طور پر میری زبان پہ جاری تھا کہ......... تیری نصرت خدا کے ایسے مرد میدان بندے کریں گے جن کو اللہ تعالیٰ خود وحی کے ذریعے اس بات پر آمادہ فرمائے گا۔ تو میں امید رکھتا ہوں کہ اس نئی صدی کے پہلے سال میں اس رویا کا دکھایا جانا محض کسی عارضی مفاد سے تعلق نہیں رکھتا بلکہ یہ آئندہ زمانے میں جماعت کی نصرت کا خیال قوموں میں لہر در لہر' موج در موج اٹھے گا اور مختلف ملکوں میں خدا تعالیٰ غیروں کے دل میں بھی جماعت کی تائید میں اٹھ کھڑے ہونے کے لئے ایک حرکت پیدا کرے گا. ایک توجہ پیدا فرمائے گا۔ اور کثرت کے ساتھ......... جماعت کو ایسے انصار ملیں گے جو جماعت سے نہ بھی تعلق رکھتے ہوں تو اللہ تعالیٰ کی وحی کے تابع یعنی وحی بعض دفعہ خفی بھی ہوتی ہے. ضروری نہیں کہ الہام کی شکل میں لفظوں میں وہ ظاہر ہو مگر خدا تعالیٰ کی طرف سے چلنے والی تحریکات کی روشنی میں ان کے دل مدد کے لئے متوجہ ہوں گے۔

(الفضل 15 فروری 90ء)

غزل

چادر سروں پہ کوئی تو اے آسمان دے
سایہ اگر نہیں ہے تو سورج ہی تان دے

بیدار پانیوں کے کنارے مکان دے
داتا نئی زمین نیا آسمان دے

صدیوں کو تو زبان دی لہجہ عطا کیا
لمحہ بھی بولتا ہے اسے بھی زبان دے

طے ہو سکیں گے ہم سے نہ فرقت کے فاصلے
دینا ہے کچھ تو قربتوں کے درمیان دے

سورج بکھیر دے میرے اندر صفات کے
اس دھند میں بھی روشنی کے سائبان دے

کیوں بارِ غم اٹھا لیا تھا تو نے عشق کا
اس کا جواب بھی اے دلِ ناتوان دے

ایسا نہ ہو کہ پھر کہیں ہو جائیں قلعہ بند
ہم لا مکانیوں کو نہ کوئی مکان دے

اپنی نظر سے بھی کبھی اپنی نظر ملا
دعویٰ ہے عشق کا تو کوئی امتحان دے

لفظوں کے لب پہ حرفِ تمنا نہ آئے گا
اے عہد کے کلیم انہیں ترجمان دے

انکار کے بھنور میں ہے کشتی پھنسی ہوئی
بادِ مراد عشق کوئی بادبان دے

یہ عہدِ نو جو پیدا ہوا ہے ابھی ابھی
اٹھ اور اس کے کان میں مضطر اذان دے

چوہدری محمد علی

بقیہ صفحہ 1

سے عزیز منور لقمان صاحب نے 6 میڈل حاصل کئے۔ منور لقمان صاحب کی سیف گیمز میں شمولیت کے لئے سلیکشن ہو چکی ہے ان کی مزید کامیابیوں کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

یاد رہے کہ عزیز منور لقمان صاحب ربوہ کے سوئمنگ پول کا ثمر ہیں۔ انہوں نے یہیں سے اپنی ٹریننگ کا آغاز کیا اور یہیں سے ترقی کی شاندار منازل طے کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو مزید کامیابیوں سے نوازے آمین

پبلشر آغا سیف اللہ - پرنٹر قاضی منیر احمد - مطبع ضیاء الاسلام پریس - مقام اشاعت دارالنصر غربی چناب نگر (ربوہ) قیمت 2 روپے 50 پیسے

مکرم محمد اعظم اکسیر صاحب

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی دلگداز یادیں

ماہ نومبر کی آمد نے خیالات میں ایک تموج پیدا کر دیا اور قلب و ذہن پر ماضی کے دریچے کھلنے لگے۔ محبوب آقا سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کی پرنور وجیہہ سدا بہار مسکراہٹ لئے انتہائی باوقار شخصیت کی یاد تازہ ہوگئی۔ ایک ذرہ شک نہیں کہ ہم جیسے غلام روئے انور دیکھ کر زندگی پاتے۔ زندہ خدا کی قدرتوں کا نظارہ کرتے اور یہی بات ہے آپ کے وجود میں ہم نے جیتی جاگتی حقیقت پائی وہ جو مشہور فارسی مقولہ ہے ہم نے اس کا مجسم دیکھا اور گواہی دی:

گفتہ او گفتۂ اللہ بود

ڈائری سامنے رکھ کر تاریخوں سے سجاتے ہوئے تفصیل بیان ہو سکتی ہے مگر اس وقت تو یادوں کے دریچے کھلنے سے جو جھونکے محسوس کئے ہیں وہ جھلکیوں کی صورت لفظوں میں ڈھل رہے ہیں۔

بھڑ کو نقصان نہ پہنچانے کا حکم

ایک "ملاقات" تھی۔ کافی بڑے وفد کے ساتھ ہم حاضر تھے۔ کبھی پرانے دفتر پرائیویٹ سیکرٹری کے عقب میں بیٹھنے کی لمبی جگہ تھی جہاں سیڑھیوں سے اتر کر ہمارا آقا جلوہ افروز ہوتا تھا۔

حضور تشریف لائے گفتگو شروع تھی۔ ایک بھڑ کہیں سے در آئی اور سامعین کو پریشان کرنے لگی۔ عجیب کیفیت تھی بھڑ سروں پر منڈلاتی اور ہر کوئی پریشان ہو جاتا ایک محدود قسم کی افراتفری پیدا ہو رہی تھی۔ اچانک میرے آقا نے بھرپور نظروں سے مکمل سکوت کے ساتھ بھڑ کی طرف دیکھا۔ سامعین کو فرمایا: سکون سے بیٹھیں۔ بھڑ کچھ نہیں کہے گی اور ابھی چلی جائے گی"۔ اور سب نے دیکھا کہ چند ثانیوں کے بعد وہ بھڑ بغیر نقصان پہنچائے وہاں سے چلی گئی۔

الہامات

فسادات 1974ء کے بعد کی بات ہے ظفروال حال ضلع نارووال کے ہائی سکول میں ایک مذہبی جماعت سے تعلق رکھنے والے ایک بہت چاق و چوبند ذہین اور قابل استاد چوہدری نذیر احمد صاحب تھے۔ احمدی دوست محترم چوہدری عبداللہ باجوہ صاحب کے کرایہ دار تھے۔ ملاقات ہوتی تو انہیں علوم قرآن سے بہت دلچسپی تھی مودودی صاحب کی تفہیم القرآن انہیں ازحد پسند تھی۔ وہیں سے بات چلی اور میں نے بتایا کہ اگر خدا خود اپنے کلام کے مطالب ظاہر نہ فرمائے تو بندہ کس طرح معلوم کر سکتا ہے؟ پھر اسی حوالے سے تفسیر کبیر کی برتری واضح کی جس پر انہوں نے کہا کہ اب ایسا ممکن نہیں ہے سب کہانیاں ہیں۔ کیا آپ کوئی ایسا انسان دکھا سکتے ہیں جس سے خدا ہمکلام ہوتا ہو۔ پھر گفتگو ربوہ پہنچ کر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ سے ملاقات کرنے پر ٹھہری۔

چوہدری صاحب، باجوہ صاحب اور خاکسار حاضر ہوئے۔ بلائے گئے تو سیڑھیاں چڑھ کر اوپر حضور کے دفتر میں پہنچے۔ سلام دعا کے بعد بہت عجب ہوا کہ بغیر کسی سوال کے از خود حضور نے فرمایا کہ آپ کے ٹیچنگ لائن میں ہونے سے بہت خوشی ہوئی کہ میری بھی زندگی بھر یہی لائن رہی ہے مگر مجھے عجیب تجربہ ہوا ہے کہ تعلیمی اداروں اور اساتذہ سے جو کچھ ملتا ہے وہ بہت زیادہ لفظوں میں قلیل ملتا ہے مگر خدا دے تو بہت تھوڑے لفظوں میں کثیر ملتا ہے۔ پھر فرمایا کہ جب کالج کا پرنسپل ہونے کے بعد مجھ پر خلافت کی ذمہ داری پڑی تو حالت انتہائی فکر انگیز تھی تب بحالت دعا مجھے الہام ہوا۔

ترجمہ: اے داؤد ہم نے تجھے زمین میں خلیفہ بنایا ہے۔

اور ان تھوڑے سے لفظوں میں بہت کچھ ملنے کا مجھے تجربہ ہوا پھر یہ تجربہ وسیع تر ہوتا گیا۔ حضور نے اسی مجلس میں اپنے دس گیارہ الہامات سنائے اور فرمایا کہ اگر خدا عطائے علم کا یہ طریق چھوڑ دے تو دنیا ماری جائے اور خود خدا کا کلام سمجھنے سے محروم رہے!

اس پاکیزہ مجلس کا جو اثر ہوا اس کا اندازہ اس امر سے ہو سکتا ہے کہ چوہدری صاحب موصوف ہمہ تن گوش بنے زندگی بخش کلمات سن رہے تھے اور ان کی نظریں حضور کے چہرۂ انور میں جذب ہو رہی تھیں۔ ملاقات کے بعد نیچے اترے اور میں نے تاثرات چاہے تو کہنے لگے! میں نے "عظیم شخصیت" کا تصور کر رکھا تھا کہ اگر مولانا مودودی صاحب اور قائداعظم مل کر ایک وجود بن جائیں تو یہ عظیم شخصیت ہوگی مگر آج کی ملاقات سے میرا یہ تصور چکنا چور ہو گیا ہے۔ میں اپنے تصور سے بہت اونچی شخصیت کو دیکھ کر آیا ہوں!

ایک "ناممکن" شادی

غالباً یہ مارچ 1981ء کی بات ہے جماعت کی مجلس مشاورت سے دو دن پہلے بدھ کے روز طلبی پر حاضر ہوا۔ کھڑے کھڑے حضور نے جواب سلام کے بعد میری طرف دائیں ہاتھ کی انگلی کرتے ہوئے متبسم جلال کے ساتھ فرمایا:

"پرسوں مانگٹ اونچے میں ایک احمدی بچی کی شادی غیر احمدی سے ہو رہی ہے۔ یہ شادی نہیں ہوگی۔ جاؤ!"

درخواست دعا کرتے ہوئے باہر آیا تو سامنے کوئی راستہ نہیں تھا۔ محترم مولانا عبدالمالک خان صاحب ناظر اصلاح و ارشاد نے بتایا کہ ہاں مانگٹ اونچے سے ایک شکایت آئی ہے کہ ایسا ہو رہا ہے۔ پھر مجھے ایک چٹھی لکھ دی۔ مانگٹ اونچے ضلع حافظ آباد خانۂ خدا میں پہنچ کر سجدہ ریز ہو گیا کہ مولیٰ! کوئی راہ بھا! وہاں آوازیں گانوں اور ڈھولکی کی مسلسل آرہی تھیں اور فی الواقع ایک احمدی بچی کی جمعہ کے روز "رخصتی" کی پرجوش تیاریاں عروج پر تھیں۔ روشنیاں تھیں۔ چہل پہل تھی مگر جو ادھر خاکسار کے دل پہ گزر رہی تھی وہ لفظوں کا جامہ نہیں پہن سکتی۔ یہ الفاظ قلب و ذہن کے ہر حصہ پر دستک دے رہے تھے:

"یہ شادی نہیں ہوگی۔ جاؤ"

ایک راہ بھائی دے گئی جس کے مراحل تفصیلی اور مشکلات لئے ہیں مگر خلاصہ یہ کہ ایک ماشاء اللہ خوبرو صحت مند احمدی نوجوان گکھڑ کے نارمل سکول میں P.T.C کا کورس کر رہے تھے انہیں بلا کر شادی کی تحریک کی تو یہ بات عجیب اور ناقابل فہم تھی کیونکہ مقصد یہ ظاہر کیا تھا کہ احمدی بچی کی رخصتی مقررہ وقت پر ہو اور تیاریاں جاری رہیں مگر غیر احمدی کی بجائے دولہا احمدی تیار ہو جائے۔ بہرحال ان صاحب کی سعادت مندی کہ کئی طرح کی باتوں کے بعد تیار ہو گئے۔ مگر اس سے بھی مشکل تر مرحلہ آگے تھا "احمدی بچی" کے والد کو جب یہ تجویز بتائی تو وہ یکدم چارپائی پر بے ہوش نما گر پڑے! سنبھالا دیا اور آخر طے پایا کہ اگر وہ نوجوان تیار ہو جائے تو مجھے منظور ہے مگر جہاں رشتہ طے ہو چکا ہے وہاں میں کیا منہ دکھاؤں گا!

انہیں سمجھایا کہ آپ انہیں منہ نہ دکھائیں خدا اور خدا کے خلیفہ کو دکھائیں!! ایک وفد ترتیب دیا جس نے جا کر لڑکے والوں کو باور کرا دیا کہ یہ شادی نہیں ہو سکتی! اور وہ لمحہ بہت عجیب اور ناقابل فراموش لمحہ تھا جمعہ کے روز صبح سویرے غلام اپنے آقا کے در پہ حاضر تھا اور جب اطلاع عرض کی کہ مبارک ہو حضور! آپ کی تمنا پوری ہو گئی!! حضور کا چہرہ تمتما اٹھا فرط مسرت سے معانقہ عطا فرمایا اور بتکرار مجھ سے واقعہ سنا کہ کس طرح "احمدی بچی" کسی طرح کی پریشانی سے دوچار ہوئے بغیر امن کی شاہراہ پر گامزن ہوگئی۔ آج اس کی صالح اولاد میں سے ایک بیٹا جامعہ احمدیہ میں زیر تعلیم ہے۔ یہ ناممکن کام کس طرح ہو گیا۔ مجھے آج بھی حیرت زدہ کرتی ہے مگر زبان پہ مشہور شعر آ جاتا ہے ؎

غیر ممکن کو یہ ممکن میں بدل دیتی ہے
اے مرے فلسفیو! زور دعا دیکھو تو

یہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی توجہ تھی جس نے انہونی کو کر دکھایا جو آپ کے مجسم قدرت ثانیہ کا عظیم الشان ثبوت ہے۔

خواہ راستے میں سیلاب ہو!

یہ 1975ء کی بات ہے۔ ایک دن نارووال میں دفتر کی طرف سے خط ملا جو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی خدمت میں پہنچنے والے ایک مکتوب پر حضور کے ارشاد کی تعمیل میں تھا۔

ایک جماعت ہے صابو ہڈیار تحصیل پسرور۔ وہاں ایک شخص نے احمدیت قبول کی اور اپنے ایک عزیز سے شرط باندھ لی کہ فلاں معین تاریخ پر ہم دونوں اپنا اپنا عالم بلالیں اور آمنے سامنے مباحثہ ہو کر نتارا ہو جائے! اور جس فریق کا عالم نہ آئے اسے غالباً دو صد روپے کا ذکر تھا کہ ہرجانہ ڈال دیا جائے۔

خاکسار کے نام دفتری خط میں اس موقع پر پہنچنے کا حکم تھا اور اس کے ساتھ ایک جملہ لکھا تھا:

"آپ نے پہنچنا ہے خواہ راستے میں سیلاب ہو"

جن دنوں یہ خط ملا یعنی تین ہفتے پہلے مطلع صاف۔ موسم معمول کے مطابق تھا اور کسی بھی طرح کسی "سیلاب" کا وہم و گمان نہیں تھا۔

آہستہ آہستہ مقررہ تاریخ آگئی۔ نارووال سے بدوملہی کا ٹکٹ لیا اور ریل کے ذریعے سفر شروع ہوا تو آسمان پر کچھ بادل تھے۔ بدوملہی سٹیشن پر اترا تو منظر بڑا خوفناک دیکھا۔ گزشتہ شب سے مسلسل بارش کے پانی نے ایک ریلا بن کر کسی نالے کو توڑ دیا اور مل کر سارے پانی نے سیلاب کی شکل اختیار کر لی اتنے تند و تیز سیلاب کی شکل جس نے شہر کا راستہ کاٹ دیا۔ تانگے بند اور پلیٹ فارم گویا ایک جزیرہ تھا۔ کچھ اور "مجبور" سواریوں کے ساتھ منکہ انتہائی مجبور بھی چل پڑا اور طے ہوا کہ ریلوے لائن کے ساتھ ساتھ یعنی اس کی اوٹ میں چل کر نہر پر پہنچا جائے وہاں سے نہر کی پٹڑی پر صابو ہڈیار کی طرف سفر جاری رکھا جائے سارا فاصلہ کم و بیش کوئی دس بارہ میل کا ہوگا۔ نہر سے پہلے سیم سے گزرتے ہوئے پاؤں اٹھ اٹھ جاتے تھے خطرہ تھا کہ پانی کا ریلا بہا لے جائے گا۔ ضروری کاغذات معہ ٹوپی کے ایک موٹی لفافے میں ڈال کر ہاتھ میں تھام رکھے تھے۔ ہزار خوف کے بعد نہر آئی اور اب بارش مسلسل ہو رہی تھی۔ میں تین چار دفعہ بہت بُرا پھسلا کپڑے کیچڑ سے لت پت ہو گئے۔ مظفر جھال سے ہوتے ہوئے صابو ہڈیار کا پتہ پوچھا جہاں میں زندگی میں پہلی دفعہ

باقی صفحہ 4 پر

شیخ طاہر احمد نصیر صاحب

روزنامہ الفضل قادیان کے سابق اسسٹنٹ ایڈیٹر اور مینیجر

چوہدری عبدالمجید طالب صاحب

جماعت احمدیہ کے دیرینہ خادم۔ بزرگ صحافی۔ ادیب۔ محقق شاعر اور روزنامہ الفضل قادیان کے سابق اسسٹنٹ ایڈیٹر اور مینیجر مکرم و محترم چوہدری عبدالمجید صاحب طالب 17 جون 2000ء کو بقضائے الٰہی 85 سال کی عمر میں گلشن اقبال کراچی میں انتقال کر گئے۔

چوہدری صاحب مرحوم جنہیں ہم سب اباجی کہتے تھے میرے سسر تھے۔ اس رشتے کے حوالے سے مجھے 32 سال تک ان کی سرپرستی حاصل رہی۔ اس عرصہ میں میں نے انہیں انتہائی عبادت گذار۔ لین دین میں کھرا۔ صلح جو۔ نرم مزاج۔ عفو و درگزر کرنے والا۔ خلافت سے گہری وابستگی اور دوسروں کی خامیوں کی پردہ پوشی کرتے ہوئے ہر وقت اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگنے والا بزرگ پایا۔

چوہدری صاحب کی اپنی روایت کے مطابق وہ 1914ء میں جالندھر سے تین میل دور گاؤں وڈالہ میں پیدا ہوئے تھے۔ 1923ء میں پرائمری پاس کرنے کے بعد وڈالہ سے ڈیڑھ میل دور اسلامیہ ہائی اسکول میں داخلہ لیا۔ 1929ء میں امتیازی نمبروں سے میٹرک پاس کیا لیکن آنکھوں میں تکلیف ہو جانے کی وجہ سے ایک سال بعد یعنی 1930ء میں ڈی اے وی کالج میں داخلہ لیا۔ 1934ء میں پنجاب یونیورسٹی سے انگریزی زبان میں امتیازی پوزیشن کے ساتھ بی اے آنرز کیا۔

آپ بتایا کرتے تھے کہ میرے والد صاحب چوہدری احمد بخش صاحب احمدی نہ تھے لیکن بڑے بھائی چوہدری عبدالحمید صاحب ریاست کپور تھلہ کے بزرگ منشی عبدالخالق صاحب رفیق حضرت مسیح موعود اور آپ کے صاحبزادے عبدالقادر صاحب کی دعوت الی اللہ سے احمدی ہو گئے تھے تاہم والد صاحب نے اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا تھا۔ برادرم بزرگوار چوہدری عبدالحمید صاحب گھر میں حضرت مسیح موعود کی کتب لایا کرتے تھے اور مجھے چونکہ شروع سے ہی مطالعہ کا شوق تھا اس لئے میں بھی ان کتب کو پڑھا کرتا تھا دوسری طرف برادر اکبر کے توجہ دلانے اور ان کے دوست محترم عبدالقادر صاحب کی رہنمائی کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے میں نے بھی احمدیت قبول کر لی اور 1930ء میں قادیان جا کر حضرت مصلح موعود کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

قادیان میں قیام کے دوران منارۃ المسیح پر چڑھنے کی بھی سعادت ملی۔ قادیان سے محترم حضرت منشی عبدالخالق صاحب کے گاؤں بھاگو آرائیں ریاست کپور تھلہ چلے گئے۔ اتفاق سے وہاں ایک مناظرہ میں شرکت کا موقع ملا جس سے میرا ایمان مزید پختہ ہو گیا۔ ہماری طرف سے دلائل دیئے جا رہے تھے اور دوسری طرف سے گالیاں اس چیز نے مجھے بڑا متاثر کیا اور احمدیت پر میرے ایمان میں ایک نئی پختگی پیدا ہوئی۔

قبول احمدیت کے بعد ہمارے گاؤں کے دیگر احمدیوں کی طرح ہماری مخالفت بھی ہونے لگی اور 1934ء میں اس قدر بڑھ گئی کہ الفضل میں اس کی رپورٹ شائع ہوئی اور مکمل کوائف کے ساتھ جملہ احمدیوں کے نام بھی۔ اس زمانے میں منشی غلام نبی صاحب الفضل سے وابستہ تھے۔ رپورٹ سے انہیں کچھ خیال آیا اور انہوں نے مجھے خط لکھا کہ اگر صحافت سے کوئی دلچسپی ہے تو ایک مضمون لکھ کر بھیجو چنانچہ میں نے مضمون بھیجا جس کی اشاعت کے بعد منشی غلام نبی صاحب نے مجھے الفضل میں شمولیت کی دعوت دی۔

چنانچہ اپریل 1935ء میں قادیان چلا گیا اور محترم عبدالقادر صاحب کے ہاں ٹھہرا۔ منشی غلام نبی صاحب کی درخواست پر حضرت میر محمد اسحاق صاحب اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہونے الفضل میں بطور اسسٹنٹ ایڈیٹر میرا تقرر فرما دیا۔

حضرت میر صاحب نے مجلس ارشاد کے نام سے ایک تنظیم قائم کی ہوئی تھی اس میں تقریری مقابلے اور مباحثے ہوتے تھے۔ مجھے خوب یاد ہے مئی یا جون 1935ء کا ذکر ہے حضرت ام طاہر کے مکان کے صحن میں انگریزی میں ایک مباحثہ ہوا۔ میں حضرت مولوی فرزند علی صاحب کی ٹیم میں شامل تھا۔ اس مباحثہ کی رپورٹ ان دنوں کے الفضل میں محفوظ ہے۔

ان ہی ایام کی بات ہے کہ حضرت مرزا ناصر احمد صاحب (خلیفۃ المسیح الثالث) آکسفورڈ سے تعطیلات پر قادیان تشریف لائے ہوئے تھے۔ انہوں نے اپنی کوٹھی میں ایک اجلاس بلایا تھا۔ اس اجلاس کے لئے میں نے اپنا سب سے پہلا مقالہ بعنوان "یوحنا کی انجیل پر تبصرہ" لکھا اور مجلس انصار سلطان القلم کے ارکان کی خدمت میں تنقید کے لئے پیش کیا۔ اس واقعہ کا ذکر تاریخ احمدیت جلد 8 میں بھی ہے۔

اباجی، چوہدری صاحب مرحوم کی روایت کے مطابق اپریل 1935ء سے 1938ء تک اسسٹنٹ ایڈیٹر الفضل رہے۔ اس دوران بڑی تعداد میں مضامین لکھے۔ ان ایام میں حضرت مصلح موعود کی بعض تقاریر قلمبند کرنے کا بھی موقع ملا۔ خطبات جمعہ اکثر و بیشتر حضرت مولوی محمد یعقوب صاحب اور شیخ رحمت اللہ شاکر صاحب ہی قلمبند کرتے تھے جو حضور کی نظر ثانی کے بعد الفضل میں شائع ہوتے تھے۔

میرے فرائض میں الفضل میں اشاعت کے لئے روزانہ قصر خلافت جا کر حضور کی طبیعت کے بارے میں معلوم کرنا بھی شامل تھا۔ عام طور پر پرائیویٹ سیکرٹری صاحب ہی حضور کی صحت کے بارے میں بتا دیا کرتے تھے لیکن کبھی کبھی حضور خود تشریف لا کر بتایا کرتے اس طرح حضور کی زیارت بھی ہو جاتی اور میری خوش بختی میں اضافہ بھی۔

1938ء میں اسسٹنٹ مینیجر الفضل بنا دیا گیا۔ دسمبر 1942ء میں صدر انجمن احمدیہ کے فیصلے کے تحت ترقی دے کر مینیجر بنا دیا گیا۔ 1945ء تک اللہ تعالیٰ نے اس عہدے پر خدمات انجام دینے کی توفیق عطا فرمائی۔

یہ دور دوسری جنگ عظیم کا دور تھا۔ نہر سویز بند ہونے کی وجہ سے کاغذ کی دستیابی انتہائی مشکل ہو چکی تھی اور بعض اوقات تو صرف ایک دن کا کاغذ ہوتا اور اس بات کا کوئی علم نہ ہوتا کہ اگلے دن اخبار شائع بھی ہو سکے گا یا نہیں لیکن حضرت مصلح موعود کی دعاؤں کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کا فضل ہمیشہ میرے شامل حال رہا اور ایک دن بھی ایسا نہیں آیا کہ ہمیں الفضل کی اشاعت معطل کرنا پڑی ہو۔ اس کے ساتھ ہی میں نے الفضل میں اشتہارات کا سلسلہ بھی شروع کر دیا تھا جو بے حد کامیاب رہا۔ اللہ تعالیٰ نے میری حقیر قربانیوں کو قبول کیا جس کے نتیجہ میں صدر انجمن احمدیہ کے مورخہ 24۔ نومبر 1942ء کے ریزولیوشن کے مطابق مجھے ساٹھ روپے کے انعام سے نوازا گیا اور ریزولیشن نمبر 358 مورخہ 19۔ جولائی 1944ء کی رو سے یکصد روپے کے انعام سے سرفراز ہوا۔ سب سے بڑھ کر میرے لئے جو خوشی کی بات تھی اور ہے وہ یہ کہ میری ادنیٰ ترین خدمات کو حضرت مصلح موعود نے شرف قبولیت بخشا۔ 1945ء میں جب میں محکمہ اطلاعات حکومت ہند سے بطور اسسٹنٹ جرنلسٹ وابستہ ہو کر دہلی چلا گیا تو شیخ محبوب عالم خالد صاحب نے جن سے میری خط و کتابت جاری تھی، مجھے ایک پوسٹ کارڈ میں لکھا کہ حضور نے تمہاری کارکردگی کو سراہتے ہوئے فرمایا ہے کہ اب الفضل میں اتنے اشتہارات کیوں نہیں ہوتے۔ (یہ پوسٹ کارڈ میرے پاس محفوظ ہے)۔

دوران سرکاری ملازمت 1946ء میں کیبنٹ مشن پلان کا اردو میں ترجمہ کیا جو میرے لئے بڑی بات تھی کیونکہ پورے ہندوستان میں مجھے اور ایس بزم انصاری صاحب کو منتخب کیا گیا تھا یہ ترجمہ محکمہ آثار قدیمہ کے پاس محفوظ ہے اور اس پر میرا اور انصاری صاحب کا نام بھی درج ہے۔

1947ء میں پاکستان آ گئے اور محکمہ اطلاعات و نشریات حکومت پاکستان میں مختلف حیثیتوں میں کام کیا اور یکم جنوری 73ء کو انفارمیشن افسر کی حیثیت سے ریٹائر ہو گئے۔

اباجی کو مطالعہ اور حصول علم کا جنون تھا چنانچہ غالباً 1964ء میں پیرس سے فرنچ زبان میں آنرز ڈپلومہ حاصل کیا۔ اردو۔ فارسی۔ انگریزی اور فرانسیسی زبان کے بلاشبہ استاد تھے۔ عربی بھی بہت اچھی جانتے تھے۔ حضرت مسیح موعود کے عربی۔ فارسی اور اردو کے بے پناہ شعر یاد تھے اور اکثر ان شعروں کا ورد کرتے رہتے۔

قادیان سے تو انہیں گویا عشق تھا۔ قادیان کے ذکر پر ہمیشہ آبدیدہ ہو جاتے۔ قادیان میں قیام کے دوران جن بزرگوں کی صحبت سے فیض اٹھایا ان کا اکثر ذکر کرتے۔ خلافت سے وابستگی کو اپنے لئے سرمایہ حیات و افتخار سمجھتے۔

اباجی کی صحبت میں گزرے ہوئے لمحات کا یادداشتوں کی شکل میں وسیع ذخیرہ ذہن میں موجود ہے لیکن ؎

سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اباجی کو اپنی رحمت کی چادر میں ڈھانپ لے۔ ان کے گناہ معاف فرمائے اور ان کے درجات بلند کرے۔ آمین۔ ثم آمین۔

بقیہ صفحہ 3

جا رہا تھا۔ آخر پہنچا تو پتہ چلا کہ شدید بارش کے سبب مقامی لوگوں نے یہ سمجھ کر کہ اب کسی کا آنا ممکن نہیں "مباحثہ" ملتوی کر دیا۔ جس کا مجھے بہت رنج ہوا۔ میں نے خط کا بتایا تو دوست مان گئے اور ایک شیشم کے درخت پر بیٹری والا لاؤڈ سپیکر نصب کر کے میں نے تقریر شروع کر دی اور کہا کہ مجھے یہاں حاضر ہونے کا حکم ملا تو ساتھ ارشاد تھا کہ "خواہ راستے میں سیلاب ہو" اور میں حاضر ہوں اور جو وقت مقرر تھا کہ نماز ظہر کے بعد مباحثہ ہوگا میں اس وقت پر حاضر ہوں!

آج بھی سوچتا ہوں یہ کس منہ سے بات نکلی تھی۔ یہ کس کا ارشاد تھا اور پھر کس طرح سب کچھ ہو گیا! بس ایک ہی تاویل و تشریح سمجھ آتی ہے کہ ضرور یہ سب کچھ اس لئے ہوا کہ کسی خدا نما وجود کے حلق سے نکلی بات اس کے پیچھے تھی

قدرت سے اپنی ذات کا دیتا ہے حق ثبوت
اس بے نشاں کی چہرہ نمائی یہی تو ہے

ہے سر راہ پر کھڑا نیکوں کے وہ مولیٰ کریم
نیک کو کچھ غم نہیں ہے گو بڑا گرداب ہے
کوئی کشتی اب بچا سکتی نہیں اس سیل سے
حیلے سب جاتے رہے اک حضرت توّاب ہے
(درثمین)

ابن رشید

شذرات

اخبارات و رسائل کے مفید اور فکر انگیز اقتباسات

مسلم علمائے کرام بمقابلہ غیر مسلم علمائے کرام

عنوان بالا کے تحت معروف دینی سکالر جاوید احمد غامدی سے وقار ملک کا مکالمہ۔

○ س...... آپ ایک عالم دین کی کیا تعریف کرتے ہیں۔ آپ کے خیال میں ہمارے علمائے دین کس حد تک اس تعریف پر پورے اترتے ہیں؟

○ ج...... میں عالم اس شخص کو سمجھتا ہوں جو ہر طرح کے فرقہ وارانہ تعصبات سے بالاتر ہو کر خالص قرآن و سنت کی بنیاد پر دین کو سمجھتا ہو اور اپنے زمانے کے حالات کی رعایت سے اور اپنے زمانے کے اسلوب کے مطابق دوسروں کو دین سمجھا سکتا ہو۔

موجودہ زمانے میں جن لوگوں کو دین کا عالم کہا جاتا ہے' ان میں سے چند مستثنیات کو چھوڑ کر بالعموم لوگ اس معیار پر پورے نہیں اترتے۔ زیادہ تر علماء اپنے فرقوں اور اپنے مذاہب فکر کے علماء ہیں۔ ان کی ساری دلچسپی اس بات سے ہوتی ہے کہ وہ اپنے فرقے کا مخصوص علم کلام لوگوں کے ذہنوں میں اتار سکیں اور اس فرقے کے لئے اپنے پیروکاروں میں ایسی عصبیت پیدا کر دیں کہ وہ کوئی دوسری بات سننے کے قابل ہی نہ ہو سکیں۔

○ س...... آپ کے نزدیک اس کی کیا وجہ ہے کہ آج کا پڑھا لکھا شخص عالم دین سے متاثر ہونے کی بجائے اس کا نقاد دکھائی دیتا ہے؟

○ ج...... اس کی میرے نزدیک تین وجوہات ہیں' ایک یہ کہ زبان اور اسلوب کے لحاظ سے' رہن سہن اور معاشرت کے اعتبار سے نئی نسل اور علمائے کرام میں مشرق و مغرب کا بعد واقع ہو چکا ہے' علماء جو زبان بولتے ہیں' اصطلاحات استعمال کرتے ہیں یا گفتگو کے لئے جو لب و لہجہ اختیار کرتے ہیں اور جس وضع قطع اور ہیئت کذائی میں لوگوں کے سامنے آتے ہیں' وہ انس پیدا کرنے کی بجائے دوری پیدا کرنے کا باعث ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ دور جدید کے پڑھے لکھے لوگ چیزوں کو ان کی حکمت کے ساتھ سمجھنا چاہتے ہیں۔ ہمارے علماء بالعموم اس کی صلاحیت ہی نہیں رکھتے۔ وہ فقہی قاعدوں کی صورت میں دین بیان کرتے ہیں۔ کس چیز کے پیچھے کیا چیز بطور حکمت کار فرما ہے۔ اس چیز کے مقاصد کیا ہیں؟ وہ دین میں کس درجے کی چیز ہے؟ اس کا وہ کوئی لحاظ نہیں کرتے۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ان کا مخاطب اس صورت حال سے دوچار ہو جاتا ہے کہ یا تو اپنا ذہن بند کر لے اور جو کچھ وہ کہتے ہیں مانتا چلا جائے یا کم از کم ذہنی لحاظ سے دین سے بغاوت کر دے۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ ہمارے عالم کے پاس جو علم ہے' اس میں قرآن و سنت کا علم بہت کم ہے اور اپنے نظری فرقے کا علم بہت زیادہ ہے۔ یہ ہو سکتا ہے کہ کسی زمانے میں لوگ ان معاملات میں دلچسپی لیتے رہے ہوں' لیکن موجودہ زمانے کے نوجوان اس سے بالاتر ہو کر اسلام کو بحیثیت اسلام سمجھنا چاہتے ہیں۔ ان کی خواہش یہ ہوتی ہے کہ انہیں اللہ اور اس کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی بات بتائی جائے۔ جو کچھ کہا جائے وہ دلیل کے ساتھ کہا جائے' محض کسی فرقے کے نقطہ نظر کی حیثیت سے ان کے سامنے اسلام پیش نہ کیا جائے۔ علماء میں سے چند جلیل القدر لوگوں کو چھوڑ کر زیادہ تر لوگ ان کی اس توقع پر پورے نہیں اترتے۔

○ س..... تو پھر کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارا آج کا عالم دین' دین کی خدمت کی بجائے لوگوں کی دین سے دوری کا سبب بن رہا ہے؟

○ ج..... وقار ملک صاحب! اگر جسارت نہ ہو تو میں یہ عرض کروں گا کہ واقعی ہمارے زیادہ تر علماء لوگوں کی دین سے دوری کا سبب بن رہے ہیں۔ نہ ہی ان سے وہ علم آدمی کو حاصل ہوتا ہے جو ذہن و فکر کے لئے روشنی کا باعث بن سکے اور نہ ہی کوئی عملی نمونہ سامنے آتا ہے جو لوگوں کو دین کی طرف کھینچنے کا سبب بنے۔ میں نے اپنی کم و بیش تیس سال کی پبلک لائف میں جب بھی کسی نوجوان کو کسی عالم کے پاس جانے کے لئے کہا' اس نصیحت کے ساتھ کہا کہ استفادے کی غرض سے سب اہل علم کو ملنا چاہئے۔ تو بلا استثناء واپس آ کر اس نوجوان نے یہ کہا کہ ایک بار مل آیا ہوں' دوبارہ نہیں جاؤں گا۔ جس رویے اور اسلوب سے واسطہ پڑا' اس نے قطعی مایوس کر دیا اور میرے اصرار کے باوجود نوجوان دوبارہ اس عالم دین کے پاس جانے کے لئے آمادہ نہیں ہوا۔ میں پھر عرض کروں گا کہ اچھے علمائے کرام یقیناً موجود ہیں' مگر ان کی تعداد انتہائی کم ہیں۔ اس صورت حال کے تناظر میں ہمارے اکثر عالم دین' دین کی خدمت کی بجائے دین سے دوری کا سبب بن رہے ہیں۔

○ س...... غامدی صاحب! آپ مسلمانوں کے علمائے دین اور دیگر مذاہب کے علمائے کرام کا موازنہ کیسے کرنا پسند فرمائیں گے؟

○ ج...... اس وقت دنیا میں جو بڑے بڑے مذاہب ہیں' جیسے مسیحیت ہے۔ یہودیت ہے' ہندومت وغیرہ۔ میں ان کے علماء کو دور جدید کی ضرورتوں کے لحاظ سے اپنے علماء کے مقابلے میں بہت بہتر دیکھتا ہوں۔ میں ایک چھوٹی سی مثال دیتا ہوں۔ ہمارے مذہب پر گزشتہ دو صدیوں سے مغرب کے افکار کا حملہ ہوا ہے۔ اس میں دین کے بنیادی عقائد جو کہ ظاہر ہے کہ ان کے اور ہمارے درمیان مشترک ہیں' یعنی اللہ تعالیٰ کا وجود اور عقیدۂ آخرت۔ اس میں عیسائی علماء نے جس درجے کی اور جیسی عمدہ چیزیں لکھی ہیں' اس کی مثالیں ہمارے ہاں بہت کم ملتی ہیں۔ دوسری چیز یہ ہے کہ ان کے ہاں مکالمہ کی ایک فضا موجود ہے' جو بدقسمتی سے ہمارے ہاں دن بدن مفقود ہوتی جا رہی ہے۔ مزید یہ کہ ان کا عالم اپنے معاصر علوم کا بڑی وسعت کے ساتھ مطالعہ کرتا ہے' جبکہ ہمارے اکثر عالم دین ان کتابوں سے آگے کچھ پڑھنے کے لئے تیار ہی نہیں ہوتے' جو وہ مدرسوں سے پڑھ کر آتے ہیں۔

○ س..... کیا ہمارا عالم دین جدید دور کے مسائل کو اسلام کی روشنی میں بیان کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے؟ اگر نہیں تو پھر یہ ذمہ داری کس پر عائد ہوتی ہے؟

○ ج..... ہمارے ہاں علماء میں وہ لوگ انگلیوں پر گنے جا سکتے ہیں' جو اس طرح کی صلاحیت سے بہرہ ور ہیں۔ زیادہ تر لوگ ان موضوعات پر اگر گفتگو کرتے ہیں تو تعلیم یافتہ طبقے کے لئے یہ گفتگو مضحکہ خیز ہو جاتی ہے۔ وہ اپنے مدرسی علم سے آگے کچھ دیکھنے اور سننے کے لئے تیار نہیں ہوتے' چنانچہ میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ اس وقت مساجد کی آبادی کے سوا بالعموم ہمارا عالم کوئی خدمت کرنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ جدید دور کے مسائل کو اسلام کے حوالے سے پیش کرنے کی ذمہ داری تو یقیناً عالم دین کی ہے۔ لیکن جب اس طرح کا عالم پیدا ہی نہیں ہو رہا جو آج کے حالات میں ہماری ضرورت ہے تو پھر بحیثیت مجموعی پورے معاشرے پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اس کی فکر کرے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہماری حکومتیں اگر اس بات کی اہمیت کو تسلیم کر لیں کہ سوسائٹی کو اچھے ڈاکٹر' اچھے انجینئر' اچھے سائنس دان ہی نہیں چاہئیں' بلکہ اچھے عالم بھی چاہئیں تو پھر اس مقصد کے لئے اعلیٰ درجے کی درس گاہیں قائم کر کے نئی طرز کے علماء پیدا کئے جائیں۔ ایسے علماء پیدا کئے جائیں جو خالص قرآن و سنت کی بنیاد پر دین کو سمجھنے اور سمجھانے کی صلاحیت رکھتے ہوں۔ وہ دور جدید کے مسائل اور علوم و فنون سے بھی کماحقہ واقف ہوں' تبھی یہ ذمہ داری نبھائی جا سکتی ہے۔

○ س...... کیا اسلام میں علم اور عمل کو دو الگ الگ خانوں میں ڈالا جا سکتا ہے۔ اگر نہیں تو پھر ہمارے اکثر علمائے کرام میں جو قول و فعل کا تضاد نظر آتا ہے' اس کا کیا جواز ہے؟

○ ج...... میرا نقطہ نظر تو یہ ہے کہ اگر کوئی آدمی دین کے عالم کی حیثیت سے سوسائٹی میں خود کو پیش کرتا ہے تو اس کے قول و فعل میں کوئی تضاد نہیں ہونا چاہئے۔ وہ اگر یہ بھاری پتھر نہیں اٹھا سکتا تو اسے عالم دین بننے کی بجائے کوئی اور کام کر لینا چاہئے۔ دین کا عالم دین پر عمل کے بغیر کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ قرآن مجید نے اس کی بڑے سخت الفاظ میں مذمت کی ہے۔ اسلام میں اس کا کوئی تصور ہی نہیں ہے کہ علم اور عمل کو دو الگ الگ خانوں میں ڈال دیا جائے۔ جیسے ہی آدمی کو یہ محسوس ہو کہ وہ اپنے علم کے مطابق عمل نہیں کر سکتا تو اس کے ایمان کا کم سے کم تقاضا یہ ہے کہ وہ خاموش ہو جائے۔ لوگوں کے سامنے وہ بات کبھی موثر طریقے سے نہیں آتی' جس کے پیچھے عمل کی قوت نہ ہو۔ دین کے معاملے میں علم اور عمل لازم و ملزوم ہیں۔

○ س...... ہمارے اکثر علمائے کرام کے بارے یہ تاثر پایا جاتا ہے کہ وہ شاید غیر مسلم کو تو برداشت کر لیں' مگر دوسرے مسلک کے عالم دین کو برداشت نہیں کر سکتے۔ آخر کیوں؟

○ ج...... یہ تاثر بالکل صحیح ہے۔ بدقسمتی سے یہی صورت حال ہمارے معاشرے میں ہر جگہ نظر آتی ہے۔ معمولی معمولی اختلافات پر بات چیت' مکالمہ اور باہمی احترام کا ہر رشتہ ختم ہو جاتا ہے۔ ہم اپنے معاشرے میں اختلاف کرنے کے آداب سے ہی واقف نہیں ہو سکے۔ ہمارے معاشرے میں جب کوئی عالم بن رہا ہوتا ہے تو اسے یہ تربیت نہیں دی جاتی کہ تم اور تمہارے بزرگ بھی انسان ہی تھے۔ ان کی بات کو سمجھو' لیکن اس میں غلطی کا امکان تسلیم کر کے گفتگو کرو۔ دوسروں کی بات کو بے شک غلط کہو لیکن اس امکان کو تسلیم کرو کہ وہ صحیح بھی ہو سکتی ہے۔ موجودہ تربیت کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ محراب و منبر سے صرف دوسروں کی تنقیص اور ان پر فتوے لگانے کا کام ہوتا ہے۔ علمی مکالمے کی فضا ہی پیدا نہیں ہوتی۔ ہر علمی اختلاف کو ذاتی مخالفت کی شکل دے دی جاتی ہے۔

اس رویے کی دوسری بڑی وجہ یہ ہے کہ ہمارے علماء نے عالم سے آگے بڑھ کر مذہبی پیشوا کی حیثیت اختیار کر لی ہے۔ وہ اپنے پیروکاروں کو اپنے غلے کی بھیڑیں سمجھتا ہے۔ اس کو اس کی فکر نہیں ہوتی کہ لوگوں کی حق تک رسائی ہو۔ اس بات کی فکر ہوتی ہے کہ اس کی بھیڑیں کوئی دوسرا اچک کر نہ لے جائے۔ چنانچہ وہ کسی ایسے شخص کو برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتا جس کے بارے میں اسے یہ خیال ہو جائے کہ اس کی بات دوسروں کے لئے موثر ہو جائے گی۔ چنانچہ وہ علمی دلائل کے ساتھ اپنی بات کہنے کی بجائے کوشش کرتا ہے کہ دوسرے کی مذمت کر کے لوگوں کو اس کے پاس جانے اور

اس کی بات سننے کا راستہ بند کر دے۔

○ س...... آپ کے خیال میں ہمارے ہاں آئیڈیل علمائے دین کیوں پیدا نہیں ہو رہے؟

○ ج..... اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ لوگوں کی دین سے دوری میں عالم دین کی شخصیت کو بڑا دخل ہے۔ لوگ اپنے لئے عالم دین کی ذات میں کوئی روشنی پاتے ہی نہیں کہ وہ اس کی جانب دیکھیں۔ لیکن اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ ہماری سوسائٹی دین کا اچھا عالم پیدا کرنے کے لئے آمادہ ہی نہیں ہے۔ اسے یہ فکر ہے کہ اچھا سائنس دان' ڈاکٹر' انجینئر پیدا ہو' یہ فکر نہیں ہے کہ اچھا عالم دین پیدا ہو۔ اس لئے میں یہ کہتا ہوں کہ جیسا بھی کوئی برا بھلا عالم دین ہے' اس کی وجہ یہ ہے نماز کا اہتمام تو ہو جاتا ہے' اگر علماء واقعی معیار کے حامل ہوں تو لوگوں میں دین کے حوالے سے غیر معمولی رغبت پیدا کی جا سکتی ہے۔

○ س..... ایک تاثر یہ ہے چونکہ ہمارا عالم معاشی طور پر مستحکم نہیں بلکہ کیونٹی کا محتاج ہے' اس لئے کھل کر حق بات کہنے کی بجائے مصلحت کا شکار رہتا ہے۔ آپ اس صورت حال کا کیا علاج تجویز کرتے ہیں؟

○ ج..... دنیا میں جو لوگ کسی علم و فن کے حوالے سے اپنے آپ کو خاص کر لیتے ہیں' ان کے معاش کا بندوبست سوسائٹی کی ذمہ داری ہے۔ دنیا کا ہر معاشرہ اپنے سائنس دانوں' علمی اور فنی ماہرین کے لئے یہ بندوبست کرتا ہے۔ ہمارے ہاں اس کا باوقار طریقہ اختیار نہیں کیا گیا' بجائے اس کے کہ علماء اچھے تعلیمی اداروں میں خدمات انجام دیتے اور اس کے ساتھ رضاکارانہ طور پر مسجد کی خدمت کرتے' ان کی امامت اور خطابت ہی کو ان کا ذریعہ معاش بنا دیا گیا ہے۔ پھر انہیں کیونٹی کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا گیا ہے' اس کے نتیجے میں ان کی اہلیت بھی مجروح ہوتی ہے اور ان کی خودی بھی۔ میرے نزدیک اگر کیونٹی کی درس گاہوں کا ایک اچھا نظام بنا دیا جائے۔ علماء اپنی صلاحیت کے لحاظ سے ان میں تعلیمی خدمات انجام دیں۔ استاد کی حیثیت سے ان کے لئے باوقار مشاہروں کا بندوبست کیا جائے اور وہ رضاکارانہ طور پر مساجد کی خدمت کریں تو آپ دیکھیں گے کہ وہ بہت سے مفاسد جو موجودہ نظم مساجد سے پیدا ہوتے ہیں' وہ خود بخود ختم ہو جائیں گے۔

○ س..... ہمارے کئی عالم دین سرکاری ملا کا روپ دھار چکے ہیں' کیا سرکاری مراعات کا حامل عالم دین اس منصب کے تقاضے پورے کر سکتا ہے؟

○ ج..... میرا نقطہ نظر یہ ہے کہ جو عالم دین حکمرانوں کی قربت تلاش کرے گا' وہ اپنا علمی مقام کھو بیٹھے گا۔ اس منصب کے تقاضے اسی صورت پورے ہو سکتے ہیں کہ وہ استغناء کے ساتھ زندگی بسر کرے۔ جن لوگوں کو اسے نصیحت کرنی ہے' ان سے مراعات لے کر وہ اس منصب کے تقاضے پورے نہیں کر سکتا۔ کسی بھی عالم دین کے لئے حکمرانوں سے ملنے اور ان کو نصیحت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن ان کی مداح سرائی کرنے' ان کے نقطہ نظر سے معاملات کو دیکھنے اور ان سے مراعات حاصل کرنے کے نتیجے میں عالم اپنا وقار کھو بیٹھتا ہے۔ میرا تجربہ تو یہ ہے کہ حکمرانوں پر بس اسی عالم کی بات اثر کرتی ہے جو اپنی خودی کی حفاظت کرتا اور استغناء کے ساتھ زندگی بسر کرتا ہے۔

○ س..... غامدی صاحب! آپ علمائے حق اور علمائے سوء کا فرق کیسے واضح کرتے ہیں؟

○ ج..... عالم کی دو ہی خصوصیات ہوتی ہیں۔ ایک علم کے لحاظ سے اس کا کیا مرتبہ ہے' دوسرا عمل کے لحاظ سے اس کا کیا مقام ہے' اگر کوئی شخص وہ ضروری علم نہیں رکھتا جو سچا عالم ہونے کے لئے درکار ہے یا اس کے مطابق عمل نہیں کرتا اور اس کی زندگی قول و فعل کے تضاد پر مبنی ہے۔ اس کے پیش نظر دنیاوی مفادات کا حصول ہے تو وہ عالم سوء ہے۔ ایسا نہیں ہے تو عالم حق ہے۔

○ س..... آپ کے خیال میں علمائے سوء سے چھٹکارا کیسے ممکن ہے؟

○ ج..... میرے خیال میں ضروری ہے کہ دین کے اچھے اور جید علماء پیدا کرنے کا اہتمام کیا جائے۔ معاشرہ اور ریاست دونوں اسے اپنی ذمہ داری سمجھیں۔ دوسرا یہ کہ عوام کی عمومی تربیت کا اہتمام کیا جائے۔ ان کی شعوری سطح بلند کی جائے تاکہ وہ بازی گروں اور چارہ گروں میں فرق کر سکیں۔ عوام اگر بہروپیوں کو عالم سمجھ لیں' کھیل تماشہ کرنے والوں کو اپنا مذہبی رہنما بنا لیں' شعبدے دکھانے والوں کے گرد تقدس کے ہالے بنا لیں' جو کچھ جی چاہے کر لیں۔ معاشرے کو ان کے چنگل سے نہیں نکالا جا سکتا۔ ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ ہم اپنے عوام سے متعلق نہ تو اس کی فکر کرتے ہیں کہ ان کی جہالت ختم ہو اور نہ اس کی فکر کرتے ہیں کہ ان کی غربت ختم ہو۔ اگر غربت اور جہالت دونوں چیزیں کسی معاشرے پر مسلط ہو جائیں تو وہاں دین ہی کیا ہر فن کے علمائے سوء پیدا ہو جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ سائنس' طب اور انجینئرنگ تک جیسے علوم میں اسی طرح کے لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے۔ جہالت اور غربت کے خلاف جنگ بھی بہت سے امراض کا علاج ہے۔

○ س..... ہمارے ہاں بعض لوگ کسی مسجد میں امامت اور خطابت کے فرائض انجام دینے والے کو بھی عالم دین قرار دے دیتے ہیں۔ ایک مولوی یا ملا اور عالم دین میں کیا فرق ہوتا ہے؟

☆ ج..... میرے نزدیک دین کے عالم کو عربی کا جید عالم ہونا چاہیے۔ اس میں قرآن و سنت کو براہ راست سمجھنے کی صلاحیت ہونی چاہئے اور امت کے علمی ذخیرے پر اس کی نظر ہونی چاہئے۔ اسی طرح اپنے زمانے کے ان علوم پر جو کسی نہ کسی پہلو سے مذہب پر اثرانداز ہوتے ہیں' اگر کسی شخص میں یہ خصوصیات ہیں تو وہ عالم ہے۔ عالم کے اور بھی درجات ہیں۔ یہ اس کی کم سے کم خصوصیات ہیں۔

ہمارے ہاں مولوی کا لفظ ان لوگوں کے لئے استعمال ہوتا ہے جو کسی مسجد میں امامت اور خطابت کے فرائض انجام دیتے ہیں یا کسی دینی مدرسے میں پڑھاتے ہیں۔ یہ چونکہ بالعموم ان خصائص سے محروم ہوتے ہیں' جو کہ ایک عالم دین کے ہوتے ہیں' اس لئے ایسا لگتا ہے کہ ایک نئی صنف وجود میں آئی ہے' جسے مولوی یا ملا کہتے ہیں۔ عرف عام میں اس کے معنی یہ بن گئے ہیں کہ آدمی اگر انتہائی درجے کا متعصب ہے' تنگ نظر ہے' فرقہ بندی کا اسیر ہے تو ملا ہے۔ انہی خصائص کے پیش نظر اقبال نے کہا تھا۔

دین ملائی سبیل اللہ فساد

○ س..... ہمارے بعض علماء اپنے جس اختیار کا کھلا استعمال کرتے ہیں' وہ کسی بھی معاملہ میں فتویٰ دینے کا اختیار ہے اور اکثر وہ کفر سے کم فتویٰ دینے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ کیا اسلام میں کسی عالم دین کے پاس دوسرے کو کافر قرار دینے کا اختیار حاصل ہے؟

☆ ج..... میرے نزدیک علماء کے فتویٰ دینے کا طریقہ ہی بڑے مفاسد کا حامل ہے۔ ایک سچے عالم کو صرف اپنی رائے کا اظہار کرنا چاہئے۔ اسے صرف اتنی بات کہنی چاہئے کہ میں دلائل کی بنیاد پر اپنے نزدیک اس بات کو اس طرح سے سمجھتا ہوں۔ اس سے زیادہ کا کسی شخص کو کوئی حق نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو آزاد پیدا کیا ہے۔ وہ جس طرح کسی حکمران کے غلام پیدا نہیں کئے گئے۔ بالخصوص کفر کا فتویٰ دینے کا حق اللہ تعالیٰ نے کسی انسان کو نہیں دیا۔ زیادہ سے زیادہ کسی فرد یا گروہ کو غیر مسلم قرار دیا جا سکتا ہے' لیکن وہ بھی کسی عالم کا کام نہیں۔ کسی فرد یا گروہ کے غیر مسلم قرار دیئے جانے کا فیصلہ مسلمانوں کی ریاست کر سکتی ہے۔ علماء کا کام صرف یہ ہے کہ وہ لوگوں کو اگر کسی غلطی پر دیکھیں تو دلائل کے ساتھ وہ غلطی ان پر واضح کریں اور دنیا و آخرت میں اس کے نتائج سے ان کو متنبہ کر دیں۔

○ س..... یہ درست ہے کہ تمام مذہبی فرقوں کے بڑے بڑے علماء مذہبی دہشت گردی کا کوئی رجحان نہیں رکھتے' مگر اس کے باوجود ایسے علماء کی بھی کمی نہیں جو اس قسم کی کارروائیوں کو جہاد کا نام دیتے ہیں۔ جب کوئی مسلمان کسی دوسرے مسلمان کی جان لیتا ہے تو اس سے دین اسلام کی جو بدنامی ہوتی ہے کیا اس کے خاتمے کے لئے ہمارے علماء مجرمانہ کوتاہی کے مرتکب نہیں ہو رہے؟

☆ ج..... اس معاملے میں یہ عرض کروں گا کہ بہت کم علماء لوگوں پر کفر کا فتویٰ لگا کر ان کی جان اور مال کے خلاف اپنے پیروکاروں کو ابھارتے ہیں۔ تمام مذہبی فرقوں کے بڑے بڑے علماء اس طرح کی کارروائیوں کو قابل مذمت ہی سمجھتے ہیں۔ البتہ ان میں ایک ایسا گروہ موجود ہے جو اس طرح کی کارروائیوں کو جہاد قرار دیتا ہے اور اپنے اس رویے سے علماء' مسلمانوں اور دین کی بدنامی کا باعث بن رہا ہے۔ اصل غلطی یہ ہے کہ جس زور اور جس قوت کے ساتھ اور جس بے لاگ طریقے سے اس طرح کے شرپسندوں کی مذمت ہونی چاہئے اور جس بلند آہنگی کے ساتھ انہیں دین و ملت کا دشمن قرار دینا چاہئے۔ نہ صرف علماء اس میں کوتاہی کرتے ہیں بلکہ بعض مواقع پر مجرمانہ خاموشی کا طریقہ اختیار کرتے ہیں۔ اگر یہ رویہ ترک کر دیا جائے تو اس سے بدنامی کا یہ داغ آسانی سے دھویا جا سکتا ہے۔

○ س..... غامدی صاحب! آپ کے خیال میں اس کی کیا وجہ ہے کہ ہم اپنے بچوں کو عالم دین بنانے کے لئے تیار نہیں ہوتے اور اگر خدانخواستہ کوئی بچہ ذہنی طور پر کمزور ہے یا نابینا ہے تو اسے ہم دینی مدرسے میں بھیج دیتے ہیں۔ ہم ذہنی اور جسمانی طور پر فٹ بچوں کو عالم دین بنانا کیوں پسند نہیں کرتے؟

☆ ج..... یہ فضا اس وجہ سے پیدا ہوئی ہے کہ علماء کے لئے باوقار حیثیت کا اہتمام نہیں کیا جا سکا۔ اگر دنیا کے دوسرے علوم کے ماہرین کی طرح سوسائٹی دینی علماء کے لئے بھی باوقار حیثیت کا اہتمام کرنے میں کامیاب ہو جائے تو یہ صورت نہیں رہے گی۔ مثال کے طور پر یونیورسٹیوں اور کالجوں میں دین کے جید علماء کے لئے تعلیم و تدریس کے مواقع پیدا کئے جائیں۔ دینی علوم کے اعلیٰ درجے کے ادارے ریاست خود قائم کرے۔ جامع مساجد کو اسلامک سنٹر میں بدل کر ان کا اہتمام بھی ریاست باوقار طریقے سے کرنے کی صورتیں پیدا کرے تو علماء کے لئے باوقار حیثیت کے مواقع پیدا ہو جائیں گے' جس سے سوسائٹی میں ان کا مقام بلند ہو گا۔ لوگ اپنے ذہین بچوں کو اس میدان کی طرف بھی رغبت دلائیں گے۔ موجودہ زمانے میں تو واقعی یہ صورت ہے کہ جو بچہ کسی کام کا نہیں ہوتا' اسے لوگ دینی مدرسے میں داخل کرا دیتے ہیں اور اگر کوئی غیر معمولی صلاحیت کا آدمی اپنی مرضی سے اس میدان کا انتخاب کر لے تو اسے جدوجہد کے بڑے جاں گسل مراحل سے گزرنا پڑتا ہے۔ میرے خیال میں اس شعبے میں بہت پست اخلاق کے آجانے کی وجہ بھی یہی بنی ہے۔

(روزنامہ پاکستان 3 جون 2000ء)

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

خط و کتابت کرتے وقت
چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں

اطلاعات و اعلانات

تقریب رخصتانہ

○ مکرم محمد حمید خان صاحب ابن مکرم میاں مجید احمد خان منہاس چک نمبر 166 مراد تحصیل چشتیاں ضلع بہاولنگر کی تقریب رخصتانہ مورخہ 2۔ ستمبر 2000ء بمقام پونم شائن فرینکفرٹ جرمنی ہمراہ محترمہ رفعت منہاس صاحبہ دختر مکرم غلام عباس نمبردار چک نمبر43 جنوبی سرگودھا حال جرمنی کے ساتھ عمل میں آئی۔ عزیزہ رفعت منہاس صاحبہ محترم غلام اللہ صاحب رفیق حضرت بانی سلسلہ کی پڑپوتی ہیں اور عزیز محمد حمید خان صاحب مکرم غلام نبی خان صاحب کا پڑپوتا ہے۔ دعوت ولیمہ مورخہ 3۔ ستمبر 2000ء کو شادی ہال فرینکفرٹ جرمنی میں ہوئی۔ رخصتانہ کی دعا محترم ذکریا خان صاحب نے کروائی۔ اور دعوت ولیمہ کی دعا مکرم مولانا محمد اعظم اکسیر صاحب نے کروائی۔ اس شادی میں دیگر احباب کے علاوہ مکرم رانا محمد خان صاحب امیر جماعت بہاولنگر اور مکرم رانا مبارک احمد صاحب محاسب جماعت احمدیہ لاہور نے بھی شرکت کی۔

احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے اللہ تعالیٰ دونوں خاندانوں کے لئے اور سلسلہ کے لئے یہ شادی بابرکت کرے۔ آمین۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

ولادت

○ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مکرم محمد احمد کشمیری صاحب (معلم وقف جدید) کو مورخہ 25-9-2000 کو پہلی بیٹی سے نوازا ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بچی کا نام "ملیحہ احمد" عطا فرمایا ہے۔ بچی تحریک وقف نو میں شامل ہے۔

نومولودہ مکرم محمد شفیع صاحب (ریٹائرڈ محافظ خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ) کی پوتی اور مکرم محمد عبداللہ صاحب (ریٹائرڈ حوالدار" ساکن دولیاہ جٹاں آزاد کشمیر) کی نواسی ہے۔ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے بچی کو باعمر۔ سعادت منداور نیک خادمہ دین بنائے۔

درخواست دعا

○ مکرم ناصر احمد صاحب کارکن الفضل کی بھاوجہ مکرمہ بشریٰ بیگم صاحبہ دارالعلوم شرقی ربوہ اہلیہ مکرم منور احمد قمر صاحب حال جرمنی شوگر اور جوڑوں کے درد کی وجہ سے بیمار ہیں۔ احباب سے درخواست دعا ہے۔

○ مکرم مرزا عزیز الرحمٰن صاحب 17/1 دارالفضل ربوہ کی چھوٹی ہمشیرہ شازیہ تنویر صاحبہ اہلیہ مکرم تنویر احمد صاحب حال جرمنی بیمار ہیں۔ احباب کی خدمت میں درخواست دعا ہے۔

نکاح

○ مکرم چوہدری فاروق احمد صاحب دارالعلوم غربی حلقہ صادق کا نکاح عزیزہ فاخرہ احمد بنت مکرم چوہدری احمد حیات تصیم صاحب وٹرنری ڈاکٹر (آف حافظ آباد) حال مقیم 16/2 دارالعلوم غربی الف حلقہ خلیل ربوہ کے ساتھ مبلغ۔/5000 امریکن ڈالر پر مورخہ 21۔ اکتوبر 2000ء بروز ہفتہ بعد نماز عصر بیت المبارک میں محترم حافظ مظفر احمد صاحب ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد (دعوت الی اللہ) نے پڑھا۔ چوہدری فاروق احمد صاحب مکرم چوہدری محمود احمد صاحب اٹھوال (راہ مولا میں جان قربان کرنے والے) آف پنوں عاقل کے بیٹے ہیں۔

احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ دونوں خاندانوں کے لئے یہ رشتہ بابرکت فرمائے۔

سانحہ ارتحال

○ محترمہ رضیہ بیگم صاحبہ زوجہ شیخ بشیر احمد صاحب مرحوم 125 لاثانی ٹاؤن سرگودھا روڈ فیصل آباد مورخہ 12۔ اکتوبر 2000ء بروز جمعرات بعمر 63 سال مختصر علالت کے بعد وفات پاگئیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں فیصل آباد کے مقامی مربی صاحب نے جنازہ پڑھایا بعد ازاں جنازہ ربوہ لایا گیا جہاں بعد نماز عصر بیت المبارک میں جنازہ پڑھایا گیا۔ تدفین کے بعد چوہدری نور احمد صاحب عابد نے دعا کروائی۔ مرحومہ نے اپنے پیچھے 3 بیٹے اور 3 بیٹیاں چھوڑیں درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

اعلان داخلہ

○ نیشنل کالج آف آرٹس لاہور (N C A) نے مندرجہ ذیل پروگرامز میں داخلہ کا اعلان کردیا ہے۔

1۔ بیچلرز آف آرکیٹکچر
2۔ بیچلرز آف فائن آرٹس
3۔ بیچلرز آف ڈیزائن

داخلہ فارم 11۔ نومبر تک جمع کروائے جاسکتے ہیں۔ مزید معلومات کے لئے دیکھیں ڈان 30۔ اکتوبر۔

(نظارت تعلیم)

کیا آپ نے چندہ الفضل ادا کر دیا ہے؟

ملکی خبریں

قومی ذرائع ابلاغ سے

ربوہ : 2 نومبر۔ گذشتہ چوبیس گھنٹوں میں کم سے کم درجہ حرارت 18 درجے سنٹی گریڈ زیادہ سے زیادہ درجہ حرارت 29 درجے سنٹی گریڈ
جمعہ 3 نومبر غروب آفتاب۔ 5-20
ہفتہ 4۔ نومبر طلوع فجر۔ 5-02
ہفتہ 4۔ نومبر۔ طلوع آفتاب 6-25

اخراجات کم کئے جائیں

چیف ایگزیکٹو جنرل پرویز مشرف نے کہا ہے کہ کہ غیر ضروری سرکاری اخراجات کم کردیئے جائیں۔ برآمدات میں اضافہ کیا جائے۔ نجکاری کمیشن ایسے اداروں کی کوشش تیز کردے جن سے فنڈ حاصل ہو سکیں وزارتیں اپنے اخراجات کم کریں۔

ملازمین برطرف کرنے کی رپورٹ طلب

پنجاب میں 21 ہزار سرکاری ملازمین کو برطرف کرنے کے لئے رپورٹ طلب کرلی گئی ہے۔ ذرائع کے مطابق 25 ستمبر کو پنجاب کابینہ کے اجلاس میں فیصلے کے بعد 4۔ اکتوبر کو تمام صوبائی محکموں کو ایک خفیہ خط میں کہا گیا کہ قواعد وضوابط کی خلاف ورزی کرکے رکھے جانے والوں کی برطرفی ضروری ہے۔ پہلے مرحلے میں گریڈ 17 اور اس کے اوپر کے افسر فارغ ہوں گے۔ دوسرے مرحلے میں نچلے ملازمین کو برطرف کیا جائے گا فیصلے سے تقریباً 5 ہزار ڈاکٹر اور 2 ہزار انجینئر بھی متاثر ہوں گے۔

عدالت آزاد ہوتی تو۔

سابق معزول وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف نے کہا ہے کہ عدالت آزاد ہوتی تو طیارہ کیس کی ایف آئی آر اٹھا کر باہر پھینک دیتی۔ شہادتیں میرے حق میں جاتی تھیں۔ حکومت پوری سزا دینا چاہتی تھی۔ عدالت کو کچھ اور صورت نظر نہ آئی تو ٹرائل کورٹ کے فیصلے پر ہی مہر لگادی۔ قیدی نواز شریف آزاد نواز شریف سے زیادہ خطرناک ہوگا۔ تمام سیاسی جماعتیں خصوصاً دونوں بڑی پارٹیاں ملک کے سیاسی کلچر میں تبدیلی لانے کی کوشش کریں اور قومی ایجنڈے طے کریں۔

بلدیاتی انتخابات

بلدیاتی امیدواروں کو انتخابی مہم کے لئے ایک ماہ دیا جائے گا۔ پیر کو بین الصوبائی کانفرنس میں بعض قوم پرست اور لسانی تنظیموں کے لیڈروں کی سرگرمیوں اور حالیہ بیانات کا جائزہ لیا جائے گا۔ امیدواروں کو صرف اپنے وارڈ کے علاقے میں محدود اجتماع کی اجازت ہوگی۔ کوئی جماعتی جھنڈا یا نشان استعمال نہیں کیا جائے گا۔

40 مشترکہ منصوبے

پاکستان اور چین نے سائنس اینڈ ٹیکنالوجی کے 40 مشترکہ منصوبے مکمل کرنے پر رضامندی ظاہر کردی ہے۔ دونوں ممالک کی وزارتی کمیٹی کے 15ویں اجلاس میں طے کیا گیا کہ بائیو ٹیکنالوجی زرعی سائنس معیارات کنٹرول ماہی گیری اور آبی وسائل کے شعبوں میں یہ منصوبے مکمل کئے جائیں۔

پاک امریکہ تعلقات متاثر ہوئے

وزیر خارجہ عبدالستار نے کہا ہے کہ 12۔ اکتوبر کے فوجی اقدام سے پاک امریکہ تعلقات متاثر ہوئے۔ سرد جنگ کے خاتمے کے بعد مغربی ممالک کا پاکستان کے ساتھ رویہ بدل گیا۔ ایٹمی پروگرام کے حوالے سے بھی پاک امریکہ تعلقات متاثر ہو رہے ہیں۔ ایران کی سرکاری خبر رساں ایجنسی کو وزیر خارجہ نے انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ حکومت پاکستان ایرانیوں کے قتل پر ایران کی تشویش سے آگاہ ہے عدالتی امور میں مداخلت نہیں کرسکتے ایرانیوں کے قاتلوں کو سزا دلوانے کی کوشش کریں گے۔

پرائمری تعلیم لازمی

خواندگی کی شرح بڑھانے کے لئے ملک میں پرائمری تعلیم لازمی قرار دینے کا فیصلہ کیا گیا ہے جس کے لئے آرڈیننس پہلے ہی تیار کیا جارہا ہے۔ اسلام آباد میں اعلیٰ سطحی اجلاس میں تعلیمی شعبے کی اصلاحات کا تفصیلی جائزہ لیا گیا۔ پہلی سے بارھویں جماعت تک کا نصاب تبدیل کردیا جائے گا۔ سیکنڈری سکول کی سطح پر فنی تعلیم شروع کرنے کی تجویز منظور کرلی گئی۔

پلاٹ کیس

احتساب بیورو آزاد کشمیر نے بلدیہ میرپور کے 5 سابق سربراہ گرفتار کرلئے ہیں 85ء سے 97ء تک کام کرنے والے دو چیئرمین دو میئر اور ایک ایڈمنسٹریٹر پر 2500 سے زائد پلاٹس پر ہاتھ صاف کرنے اور کروڑوں کی کرپشن کا الزام ہے کیس میں ملوث بعض بڑوں کی گرفتاری کا بھی امکان ہے۔

امتحانی فیس میں اضافہ

پنجاب کے تعلیمی بورڈز نے سال 2001ء کے لئے امتحانی فیس 10 فیصد بڑھانے کا فیصلہ کیا ہے۔ امتحانات پر اٹھنے والے اخراجات کی نسبت امتحانی فیس بہت کم ہے۔

ملاوٹ کے خلاف مہم شروع

حکومت پنجاب نے اشیاء خورد ونوش اور پٹرولیم کی مصنوعات میں ملاوٹ کے خلاف آج سے مہم چلانے کا اعلان کیا ہے۔ جو غیر معینہ مدت تک جاری رہے گی۔ کوالٹی کنٹرول ٹاسک فورس بھی بنائی جائے گی۔ قوانین میں تبدیلی کرکے ملاوٹ کرنے والوں کو سخت سزا دی جائے گی۔ اشیاء کے نمونوں کا جائزہ لینے کے بعد نتیجہ زیادہ سے زیادہ دس دن میں جاری کردیا جائے گا۔

کیا آپ کے بچوں نے قرآن پاک کا دور مکمل کرلیا ہے

عالمی خبریں
عالمی ذرائع ابلاغ سے

سنگا پور کا طیارہ تباہ

سنگا پور ائر لائنز کا ایک مسافر طیارہ امریکہ کے لئے روانہ ہوتے ہی گر کر تباہ ہو گیا۔ جس میں سو مسافر ہلاک ہو گئے۔

انگولا کا طیارہ فضا میں پھٹ گیا

انگولا میں روسی ساخت کا مسافر بردار طیارہ پرواز کے تھوڑی دیر بعد ہی فضا میں پھٹنے سے تباہ ہو گیا جس میں 148 افراد ہلاک ہو گئے۔ حادثہ کی فوری وجہ معلوم نہیں ہو سکی۔ بی بی سی نے اپنی رپورٹ میں کہا ہے کہ حکام ہوا بازوں نے بہت زیادہ شراب پی رکھی تھی۔

بھارتی چوکیاں تباہ

مجاہدین نے اوڑی سیکٹر میں 2 بھارتی چوکیاں تباہ اور 4 بھارتی فوجی ہلاک کر دیئے ہیں۔ بھارتی گولہ باری سے 3 شہری بھی شہید ہو گئے۔ بھارتی فوج کے کیمیائی ہتھیاروں کے استعمال سے دیہاتی مہلک بیماریوں میں مبتلا ہونے لگے ہیں مجاہدین نے فوجی قافلے پر حملہ کر کے 9 فوجی ہلاک کر دیئے۔ اوڑی میں بھارتی شیلنگ سے جنگلات آگ کی لپیٹ میں آ گئے جس سے کروڑوں کے درخت خاکستر ہو گئے۔

روس بھارت گٹھ جوڑ

طالبان کے خلاف روس اور بھارت نے گٹھ جوڑ کر لیا ہے۔ بھارتی سفیر نے کہا ہے کہ طالبان کو اب زیادہ دیر برداشت نہیں کیا جائے گا۔ ان کے خاتمے کے لئے دونوں ممالک حتمی کارروائی کا آغاز جلد کریں گے۔ روس کے وزیر دفاع نے احمد شاہ مسعود سے خصوصی ملاقات کر کے طالبان کے اہم ٹھکانوں کا نقشہ حاصل کر لیا ہے۔

ہندو یاتریوں کا قتل

مقبوضہ کشمیر میں امرناتھ جانے والے ہندوؤں یاتریوں کا قتل نیم فوجی دستوں اور پولیس نے کیا تھا۔ یہ انکشاف تفتیشی رپورٹ میں کیا گیا ہے اور مطالبہ کیا گیا ہے کہ 8 ہندوؤں کے قتل کے جرم میں 17 اہلکاروں پر مقدمہ چلایا جائے۔

سفارتی کوششیں تیز کر دی گئیں

مشرق وسطیٰ میں امن کے قیام کے لئے سفارتی کوششیں تیز کر دی گئی ہیں اسرائیلوں اور فلسطینیوں کے درمیان جھڑپوں میں مزید 6 فلسطینی شہید ہو گئے ہیں۔ فلسطینیوں اور اسرائیلی فوجیوں کے درمیان جھڑپوں میں کمی کے کوئی آثار دکھائی نہیں دے رہے۔ یہ جھڑپیں غزہ شہر کے قریب ایک سرحدی چوکی پر ہوئیں۔

سری لنکا میں 40 ہلاک

سری لنکا کی فضائیہ نے ایک بڑے حملے میں تامل باغیوں کا ایک کیمپ تباہ کر کے 40 باغی ہلاک کر دیئے ہیں۔ کیمپ کولمبو کے شمال مشرق میں 230 کلو میٹر دور واقع تھا اور علاقے میں باغیوں کے حملوں میں "بیس کیمپ" کے طور پر استعمال ہو رہا تھا۔

ناکامی کا اعتراف

امریکی انتظامیہ نے اعتراف کیا ہے کہ اسے جنوبی ایشیا میں ایٹمی اسلحے اور میزائلوں کے عدم پھیلاؤ کے مقصد میں ناکامی کا سامنا ہے اسے پاک بھارت کشیدگی کے لئے مذاکرات شروع کرانے میں کامیابی نہیں ہوئی۔ امریکی انتظامیہ ایٹمی عدم پھیلاؤ کے سلسلے میں پاکستان اور بھارت سے موثر اقدامات کی توقع کرتی ہے۔ تاکہ جنوبی ایشیا میں امن و سلامتی کو مستحکم کیا جا سکے تاہم امریکہ بھارت اور پاکستان سے تنازع نہیں چاہتا۔ امریکی نائب وزیر خارجہ نے انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ دونوں ممالک سی ٹی بی ٹی، ایٹمی مواد پر پابندی، ایٹمی اسلحہ کے خاتمے اور میزائلوں کی تیاری میں تحمل اور ان کی برآمد پر سختی سے پابندی کے لئے موثر اقدامات کریں۔

امداد بحال کرنے پر غور

بین الاقوامی مالیاتی فنڈ (آئی ایم ایف) کے ایک ترجمان نے امکان ظاہر کیا ہے کہ پاکستان کی امداد بحال کرنے پر اس ماہ غور کیا جائے گا۔ امداد کی بحالی کا معاملہ ٹریک پر ہے آئی ایم ایف نے سابق دور میں وصولیوں کے اہداف پورے نہ ہونے پر امداد معطل کر دی تھی۔

بحری جہاز میں دھماکہ

خلیج عمان میں مالٹا کے مال بردار بحری جہاز میں دھماکہ کے نتیجہ میں عملے کے 3 ارکان ہلاک ہو گئے۔ بحری جہاز متحدہ عرب امارات سے بھارت جا رہا تھا۔ مرنے والے تینوں بھارتی تھے۔

طالبان سے پھر اسامہ کا مطالبہ

امریکہ نے طالبان سے پھر اسامہ کا مطالبہ کر دیا ہے۔ اور کہا ہے کہ طالبان اسامہ بن لادن کو پناہ دے کر دہشت گردی کر رہے ہیں۔ افغانستان پر بعض مخصوص پابندیاں لگانے پر غور کیا جا رہا ہے۔ عالمی برادری کو لاحق تشویش دور کرنے کے لئے طالبان عملی اقدامات کریں۔ امریکہ افغان تصادم کے فوجی حل کا خواہاں نہیں ہے۔

انتخابی مہم کا آخری مرحلہ

امریکہ کے صدارتی انتخاب کے لئے دونوں بڑے امیدواروں ڈیمو کریٹک پارٹی کے الگور اور ریپبلکن پارٹی کے جارج بش نے بھرپور جوش و خروش سے اپنی انتخابی مہم کا آخری مرحلہ شروع کر دیا ہے۔ مبصرین کا کہنا ہے کہ بش منتخب ہو کر چین سے سخت اور جاپان سے نرم رویہ اختیار کریں گے۔

امریکہ کے خلاف مقدمات سننے کا اختیار

ایرانی پارلیمنٹ نے ملکی عدالتوں کو امریکہ کے خلاف مقدمات سننے کا اختیار دے دیا ہے۔ امریکی مداخلت کا شکار ہونے والے ملکی عدالتوں میں امریکی اقدامات کے خلاف مقدمات دائر کر سکیں گے۔

اندرون ملک پروازیں بحال

عراق نے اندرون ملک پروازوں کی دوبارہ بحالی کا اعلان کرتے ہوئے کہا کہ 5 نومبر سے بغداد بصرہ اور موصل کے درمیان باقاعدہ پروازوں کا سلسلہ شروع کر دیا جائے گا۔ 1991ء کی جنگ خلیج کے بعد عراق کی اندرون اور بیرون ملک پروازوں پر پابندی عائد کر دی گئی تھی۔

مرغیوں اور حیوانات کی معیاری امپورٹڈ ادویات کا مرکز

گریس فارما (پاک)

79۔ اپر فلور چوہدری جی سنٹر ملتان روڈ لاہور
فون 7419883-84
Email: basit@icpp.icci.org.pk

بھٹی ہومیو پیتھک کلینک اینڈ سٹورز
مورخہ 5-نومبر 2000ء سے صبح شام اقصیٰ چوک (بر لب الصادق اکیڈمی) کھلا کریگا انشاء اللہ
فون کلینک 213698 گھر 211186

نورز جیولرز
زیورات کی عمدہ ورائٹی کے ساتھ
ریلوے روڈ نزد یوٹیلیٹی اسٹور ربوہ
فون دکان 213699 گھر 211971

ضرورت ہومیو ڈاکٹر
خاکسار کو تحصیل شکر گڑھ میں ہومیوپیتھک ڈسپنسری کھولنے کے لئے کوالیفائیڈ ہومیو ڈاکٹر کی ضرورت ہے۔ اپنے کاغذات اور کوائف امیر اور صدر جماعت کی تصدیق کے ساتھ حسب ذیل پتہ پر بھجوائیں
مقبول احمد خان آف شکر گڑھ
12 ٹیگور پارک نکلسن روڈ۔ لاہور عقب شوبرا ہوٹل

زرمبادلہ کمانے کا بہترین ذریعہ۔ کاروباری، سیاحتی، بیرون ملک مقیم احمدی بھائیوں کیلئے ہاتھ کے بنے ہوئے قالین ساتھ لے جائیں
بخارا اصفہان۔ شجرکار۔ دیجی ٹیبل ڈائز۔ کوکیشن افغانی وغیرہ
احمد مقبول کارپٹس
مقبول احمد خان آف شکر گڑھ
12۔ ٹیگور پارک نکلسن روڈ لاہور عقب شوبرا ہوٹل
042-6306163-6368130 Fax: 042-6368134
E-mail: mobi-k@usa.net

ضرورت ہے
(1) سیلز مین ٹرینڈ کرنے کے لئے (2) ڈرائیور کم سیل مین
عمر 25 تا 35 سال تعلیم میٹرک
پتہ برائے رابطہ میاں بھائی پٹہ کمانی فیکٹری
گلی نمبر 5: نزد الفرخ مارکیٹ کوٹ شہاب دین جی ٹی روڈ شاہدرہ لاہور فون 7932514-16
نوٹ: انٹرویو مورخہ 14-11-2000 کو 12 بجے دوپہر کے بعد ہوگا

AHMAD MONEY CHANGER
Approved by State Bank of Pakistan
Personalised Professional Services
Expert, Professional advice in Financial matter is available for you here, we deal in all foreign currencies
you are welcome to AHMAD MONEY CHANGER
B-1, Raheem Complex, Main Market Gulberg II, Lahore.
☎ # 5713728, 5713421, 5750480, 5751671 FAX: # 5750480
E.mail: www.amcgul.com.pk

سٹاکسٹس درکار ہیں
زیلاٹ ہومیو فارمیسی کمپنی (لاہور) کو اپنی پروڈکٹس کو پروموٹ کرنے کے لئے پاکستان بھر سے مخلص سٹاکسٹس درکار ہیں۔ خواہشمند حضرات رابطہ کریں۔
سرپرست اعلیٰ: ہومیو ڈاکٹر رائے انور احمد مبشر
رابطہ ہیڈ آفس: زیلاٹ ہومیو فارمیسی احمد نگر ضلع جھنگ فون: 04524-211351

رجسٹرڈ سی پی ایل نمبر 61